جلد | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴-۲۱ ستمبر ۱۹۲۱ء | سلسلۂ الجدید | ۳۰

دارالامان کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی نسبت اطلاع پہنچی ہے کہ حضور آسنور سے بارادہ واپسی روانہ ہو چکے ہیں اور غالباً آج سرینگر تشریف لے آئے ہوں گے۔ ۲۰ ستمبر تک دارالامان کی طرف روانگی کی امید ہے۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب خیریت سے ہیں۔

۳۔ مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان مع اہل و عیال بخیر و عافیت ہیں۔

۴۔ قادیان میں ایک تعزیہ نکلا کرتا تھا الحمدللہ کہ اس دفعہ اس بدعت سیئہ کا کلی استیصال ہو گیا تعزیہ نکالنے والوں میں سے ایک صاحب تو احمدی ہو گئے دوسرے کو توفیق ہی عطا نہیں ہوئی۔

۵۔ ڈیرہ باوا نانک میں ایک جلسہ کی تقریب پر ہمارے علماء مولٰنا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل۔ مولوی فضل الدین صاحب وکیل۔ مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل تعلیم یافتہ مصر۔ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق تشریف لے گئے۔

مہاجرین قادیان کی التجا بزبانی
میاں نظام الدین

اے مرے دل کے سہارے اے مری آنکھوں کے نور
کب تلک ہم سے جدا ہو کر رہو گے آسنور

اب سہی جاتی نہیں ہم سے جدائی آپ کی
لائیے تشریف جلدی قادیاں میں اے حضور

مضطرب ہیں مرغ بسمل کی طرح خدام سب
ہجر کی آتش کے سینوں میں بھڑکتے ہیں تنور

اس قدر کیوں ہو گئے لمبے یہ ایام فراق
بالیقیں اسباب میں بھی ہے ہمارا ہی قصور

ہے ہمیں اقرار خود مولیٰ کہ ہم کمزور ہیں
بخشدے ہم کو کہ تیرا نام ہے رب غفور

آرزو ہے دیکھنے کی جلد دیدار حبیب
تجھ سے قادر کے لئے سب ایک ہیں نزدیک و دور

اک جہاں کو ڈالدے قدموں میں اب محمود کے
یاالٰہی دشمنوں کا توڑ دے کبر و غرور

انوار احمدیہ پریس قادیاں میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلیشر چھپ کر شائع ہوا۔

پیارے محبوب کی پیاری باتیں

مولوی کرم دین بھیں اور مہر شاہ والے مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور تشریف لے گئے میں بھی آپ کی ہمرکاب تھا۔ رات کا وقت تھا۔ لیمپ روشن تھا۔ چاند سا چہرہ چمکتا تھا سر کے بال سر در ریش حنا کیئے ہوئے تھے۔ عمامہ اُتار رکھا تھا اور میں سر مبارک کو دبا رہا تھا۔ کبھی میری نظر چہرہ مبارک پر تھی اور کبھی لیمپ پر۔ اب بھی یہ منظر یاد آجاتا ہے تو کہہ اُٹھتا ہوں۔

آتی ہے یاد جب وہ مجھے صورتِ حسین
پڑھ پڑھ کے دیکھ لیتا ہوں قرآں کبھی کبھی

بہت سی مختلف طرز کی باتیں فرماتے رہے اور اپنے خدام کا دل خوش کرتے رہے۔ فرمایا ہمارا کہیں قادیان سے باہر جانا حکمت الٰہی سے خالی نہیں ہوتا۔ دو بزرگ ایک ابو سعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے (انکا مجھے اسوقت نام یاد نہیں رہا) ایک مکان میں حق و حکمت کی باتیں کرتے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے اور مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ میں تشریف لے جانے کی کیا غرض اور حکمت تھی۔ اپنے اپنے مذاق پر دونوں یوں بولے

ایک۔ چونکہ تمام انبیاء کو یہ واقعہ ہجرت پیش آیا ہے خواہ کسی رنگ میں ہو۔ جب فتنہ و فساد کی آتش تیز ہو جاتی ہے اور ہر ایک طرح کی بدامنی ہو جاتی تو ایک صالح اور متقی کے وہاں سے چلے جانا ضروری اور واجب ہو جاتا ہے تاکہ وہ آتش فتنہ و فساد دب جاوے اور مفسد مر جاویں اور کچھ نیک روحیں پیدا ہو جاویں اور حق کے قبول کرنے کا خمیر تیار ہو جاوے۔

دوسرے بزرگ نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے۔ بہت سی سعید ارواح مدینہ میں تھیں جو رحمت کی خواہشمند تھیں اور زمانہ نازک تھا وہ مکہ شریف میں نہیں آسکتی تھیں اور تڑپ ہدایت و نور کی رکھتی تھیں اُن کا جذب قلبی اور کشش روح نے آپ کو کھینچا اور آپ اُنکو ہدایت و رحمت اور اُن پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لیئے آپ تشریف لیگئے اور خدا نے اس ہجرت کے رنگ میں آپ کو مدینہ پہنچایا

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ۔

جب کبھی حضرت امام ہمام و واجب الاطاعت خلیفۃ المسیح ثانی اوام اللہ برکاتہم قادیان سے باہر تشریف لے جاتے ہیں تو سعیدوں صالحوں اور تشنہ لبان ہدایت کی کشش ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی سفر کشمیر سے یہ حکمت معلوم ہو جاتی ہے کہ کس قدر سلسلہ احمدیہ میں لوگ داخل ہوئے ہیں۔

ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری طرف سے کتاب یا اشتہار نکلتا ہے تو وہ بہتوں کو ساتھ لاتا ہے اور جو کتاب یا رسالہ ہمارے مخالفوں کی طرف سے نکلتا ہے وہ بھی کچھ نہ کچھ لوگوں کی ہدایت اور احمدیت میں داخل ہونے کا موجب ہو جاتا ہے وہ جھوٹ فریب استعمال کرتے اور لکھتے ہیں اور پھر لوگ ہماری اور اُن کی کتابوں کا مقابلہ کرتے ہیں اُن میں جھوٹ فریب کی بدبو پاتے ہیں اور ہم میں سچائی صداقت کی خوشبو پاتے ہیں پھر وہ اُدھر سے متنفر ہو کر ادھر آجاتے ہیں۔ بہتوں کی ہدایت کا باعث ہمارے مخالفوں کی کتابیں اور اشتہارات ہوتے ہیں۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد*

محمد سراج الحق نعمانی

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۱ء

ایک احمدی کے فرائض

احمدی کون ہے

صاحبان کسی قوم کے فرائض جب ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ جب اس قوم کی تعریف معلوم ہو۔ سو ہم احمدی کے فرائض اسی وقت معلوم کر سکتے ہیں جب ہمیں معلوم ہو کہ احمدی کسے کہتے ہیں۔ سو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ احمدی وہ ہے یا کہلا سکتا ہے۔ جو حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرید ہو۔ اب جب ہمکو احمدی کی تعریف معلوم ہو گئی۔ تو احمدی کے فرائض بھی معلوم کرنے آسان ہو گئے۔ یعنی تمام باتیں یا احکام جو حضرت مرزا صاحبؑ نے اسے دئے ہیں۔ وہ سب اسکے فرائض میں داخل ہیں۔

غرض ایک احمدی کے کیا فرائض ہیں۔ اس سوال کا جواب نہایت صاف اور صحیح میرے خیال میں یہ ہے کہ جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مریدوں کے لئے اپنی کتابوں میں ضروری قرار دیا ہے۔ وہ اسکے فرائض ہیں۔

دس شرائط بیعت کا مضمون ہمارا فرض ہے

اب میں آپ کے سامنے وہ تعلیمات پیش کرتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے لوگوں کے لئے ضرور قرار دئے ہیں۔

سب سے پہلے وہ دس شرائط کہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کیلئے ضروری ہیں۔ یعنی وہ دس باتیں کہ جن کے اقرار کے بغیر کوئی شخص جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پس سب سے پہلے تو یہی دس باتیں ہمارے فرائض میں داخل ہیں۔

احمدی کے بھی وہی فرائض ہیں جو ایک سچے مسلمان کے

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو مدنظر رکھتا ہوا ایک احمدی کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں۔ بلکہ اسلام کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور اس نام کے اختیار کی یہ وجہ ہوئی کہ تیرہ سو برس میں خصوصاً فیج اعوج کے زمانہ میں لوگوں نے اصل اسلام کو بدلا کر اپنے غلط عقائد اور غلط اعمال کا ایک مجموعہ تیار کیا۔ اور اسکا نام اسلام رکھا۔ اس لئے اس زمانہ میں لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس کے مطابق ایک فارسی الاصل شخص اصل اسلام کو واپس لایا تو یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ یہ وہ اسلام ہے جو اسمہ احمد کے مصداق نے پیش کیا ہے۔ اس کے متبعین کا نام احمدی رکھا گیا۔ یعنی ایسا مسلمان جسکو اسمہ احمد کے مصداق کے ذریعہ اسلام نصیب ہوا وہ احمدی کہلانے کا مستحق ہے۔ پس احمدیت اصل اور صحیح اسلام ہی کا نام ہے۔ اسلیئے احمدی کے بھی وہی فرائض ہیں۔ جو ایک سچے مسلمان کے لئے قرآن اور حدیث نے پیش کئے ہیں۔ اور جنکو لوگ بھلا بیٹھے تھے۔ مگر صرف چودھویں صدی میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود نے دوبارہ دنیا پر ظاہر کئے اور وہ یہ ہیں کہ جنکو کہ میں پیدائش سے لیکر وفات تک کے زمانہ تک بیان کرونگا۔

بچہ پیدا ہونے پر کیا فرض ہے

جب ایک احمدی کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس لڑکے کے متعلق یہ فرض ہے کہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کے الفاظ کہے جاویں۔ اور اسمیں یہ حکمت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے۔ (۱) کہ یورپ کے ڈاکٹروں اور سائنس کے تجربہ کاروں نے مانا ہے کہ چھوٹی عمر میں اور ایسی زبان میں جسکو بچہ نہ سمجھتا ہو اگر کوئی بات در دل سے کہی جاوے تو وہ بھی زندگی کے کسی نہ کسی زمانے میں اسکے دل پر اثر کرتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ دنیا میں پیدا ہوتے ہی پہلے اسلئے کہ اُسکے کان اور باتوں سے آشنا ہوں اسکے کانوں میں اسکے خالق کا پیغام پہنچایا جاوے جرمن کے ایک ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ اُسکے پاس ایک بیمار عورت لائی گئی۔ جو بے ہوش اور نیند میں ایک گیت گایا کرتی تھی۔ جسے وہ لڑکی ہرگز نہ جانتی تھی۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہوا کہ جب وہ لڑکی دودھ پیتی تھی۔ اسوقت ایک دایا اسکی پرداخت کرتی تھی یہ گیت وہ دایا گایا کرتی تھی۔

پہلا فرض اذان دوسرا فرض ختنہ پھر ساتویں دن اُسکا ختنہ کرنا چاہئے اور اسکی حکمت یہ ہے کہ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ جو حشفہ کے غلاف سے پیدا ہو جاتی ہیں چنانچہ بہت دفع نامختونوں کا بعض بیماریوں میں ڈاکٹر ختنہ کرتے ہیں۔

تیسرا فرض عقیقہ اسی طرح اگر توفیق ہو تو ساتویں دن دو یا ایک بکرا ذبح کر کے دوستوں آشناؤں غربا میں گوشت تقسیم کیا جاوے جسمیں علاوہ خوشی کے اظہار کے یہ بھی اشارہ ہے کہ الٰہی ہم تیرے ایسے فرمانبردار ہیں کہ جسطرح تونے لڑکے کی پیدائش پر ایک بکرے کے ذبح کا حکم دیا ہے اور ہمنے تعمیل کی اسی طرح اگر کسی زمانے تیری مرضی یہ ہو کہ ہم اسکو قربان کر دیں تو اسکے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ علاوہ ازیں اس قربانی میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ اولاد کی قربانی کا رواج تھا یا الٰہی احکام ہی اُسکے موجب ہوتے تھے۔ مگر بزرگ نبی ابراہیمؑ کے وقت سے تونے یہ حکم اُٹھا لیا اور اب تونے ہمیں اولاد کی ظاہری قربانی سے معاف رکھا سو اس شکریہ میں ہم ایک بکرا ذبح کرتے ہیں اور اس طرح پر قرآن مجید نے وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے اشارہ کیا ہے۔

چہارم ساتویں دن نام رکھا جائے اور پھر ساتویں دن لڑکے کا نام رکھا جائے۔ اور ناموں کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایسے نام رکھے جائیں کہ جنمیں اللہ کی عظمت اور اسکی عبودیت کا اقرار ہو جیسے عبداللہ عبدالرحمٰن وغیرہ۔

پنجم دودھ پلانا اسماء کے بعد رضاع کا مسئلہ ہے اسکے متعلق اسلام کی تعلیم ہے وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ یعنی حتی الوسع مائیں اپنا دودھ پلائیں۔ ہاں اگر دودھ نہ ہو یا کم ہو یا اور کوئی وجہ روک کی ہو تو اور عورت سے بھی پلوایا جاسکتا ہے حدیث شریف میں تاکید ہے کہ ایسی عورت سے دودھ پلوایا جاوے جو علاوہ دینی اور اخلاقی خوبیوں کے جسمانی صحت کے لحاظ سے بھی موزون ہو۔

ششم بچوں کی پرورش بچوں کے نہلانے اور صحت کے حصوں کے متعلق بھی حدیث میں تاکید ہے۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ ابراہیمؑ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ تھا آپ اسکو جب لیتے تو اُسے سونگھا کرتے تھے تاکہ یہ دیکھیں کہ آیا اسکو نہلایا اور صاف رکھا گیا ہے یا نہیں۔ رضاعت کی میعاد زیادہ سے زیادہ دو سال اور عموماً پونے دو سال شریعت نے رکھی ہے۔ پھر دودھ چھڑانا چاہیئے۔

ہفتم بچہ کی تربیت دینی جب بچہ تین برس کا ہو اور بولنے لگے تو اُسے دعائیں اور نیک کلمات سکھائے جائیں جیسے کہ حدیث میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت امام حسن و امام حسینؓ کو دعائیں حفظ کرایا کرتے تھے۔ اور اسوقت انکی عمر دو دو تین سال کی تھی۔ اسی طرح کھانے پینے کے متعلق تربیت کی جاوے۔ ایک دفعہ حضرت امام حسن نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی تو آپ نے فوراً منہ سے نکلوا دی اور فرمایا کہ بیٹا ہم بنی ہاشم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ اسی طرح ایک لڑکا آپکے ساتھ رکابی میں کھانا کھاتا تھا آپ نے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اور رکابی کے اس حصہ سے کھاؤ جو تمہارے سامنے ہے۔

ہشتم بچہ کو نماز کی تلقین

جب بچہ سات برس کا ہو جاوے تو اُسے نماز سکھانی چاہیئے۔

نہم بچہ کو دنیاوی تعلیم

دنیاوی تعلیم کے متعلق بھی وہ تعلیم جسکے ذریعہ اُسنے بڑے ہو کر گزارہ کرنا ہے سو اُسکے متعلق بھی آپ نے فرمایا ہے کہ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ۔ یعنی دو علم سیکھنے ضروری ہیں ایک دینی دوسرا وہ جس کے ذریعہ انسان گزارہ کر سکے کیونکہ انسان روح اور بدن سے مرکب ہے سو روح کے لئے دین سیکھے اور بدن کے پالنے کے لیئے کوئی اور پیشہ جو اُسکے مناسب حال ہو۔

دہم بچہ ماباپ کی خدمت کرے

پھر جب بچہ بڑا ہوتا ہے تو اُسکی عقل بھی بڑھتی ہے تو پہلے جسطرح ماباپ کے فرائض اُسکے متعلق تھے اسی طرح اب اُسکے ذمہ بھی کچھ فرائض ہیں۔ اور وہ یہ کہ ماباپ کی عزت کرے اُنکی فرمانبرداری کرے۔ قرآن شریف میں آیا ہے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ یعنی ہر وقت ماباپ کی فرمانبرداری میں رہنا چاہیئے۔

یازدہم نکاح کیسی عورت سے کرے

پھر جب لڑکا جوان ہو کر اور کوئی پیشہ سیکھ کر دنیا کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو اور زیادہ اُسپر فرائض ہیں۔ ایک فرض تو یہ ہے کہ اگر شادی کرنا چاہتا ہے تو مال جمال اور حسب نسب والی عورت کو ہی مدنظر نہ رکھے بلکہ ایسی عورت انتخاب کرے جو دیندار ہو پھر اگر وہ عورت اُسے قبول کرتی ہے تو ضروری ہے کہ اُسکے والد سے یا نہ ہونیکی حالت میں جائز والی سے اجازت لے۔ پھر ایک عام مجمع میں اس تعلق کا اعلان کیا جاوے اور بطور خوشی کے اظہار کے کھجوریں بانٹی جائیں۔ پھر جب خلوت ہو چکے

دوازدہم ولیمہ شادی

تو اس امر کے اعلان کے لیئے مرد کو چاہیئے کہ وہ اپنے دوستوں اور محلہ کے غرباء کی دعوت کرے تاکہ عام اعلان ہو جاوے کہ اس مرد کا فلاں عورت سے نکاح ہو گیا ہے۔ نیز خلوت صحیحہ بھی ہو گئی ہے تاکہ بعد کے تعلقات اور جھگڑوں سے بچ جاوے۔

سیزدہم خاوند بیوی کی تربیت کرے

پھر مرد کا فرض ہے کہ عورت کی دینی۔ اخلاقی تربیت کرے جیسے کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ کا مفہوم ہے۔ اور عورت سے بہت اچھا سلوک کرے جیسے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ کا منشاء ہے۔

چہاردہم اپنی حکومت کا فرماں بردار رہے

یہ فرض ہے کہ جس حکومت کے ماتحت ہے اُسکے قوانین پر چلے۔ اور کسی قسم کی کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے کہ بغاوت کی بو آتی ہے کیونکہ قرآن مجید میں لکھا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ یعنی اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کے علاوہ اپنے حاکم وقت کی اطاعت بھی کرے جیسے کہ آج کل ہندوستان میں انگریزی حکومت ہے ہمیں اس حکومت کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ مِنْکُمْ سے مراد مسلمان ہیں مگر یہ سخت غلطی ہے کیونکہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ دوزخ کے فرشتے دوزخیوں کو کہیں گے کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یعنی اے دوزخیو کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تو وہ کہیں گے کہ ہاں آئے حالانکہ وہ تو مسلمان

تھے اور دوزخی کافر تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مِنْکُمْ کا لفظ مذہبی اتحاد کے لیئے نہیں آیا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس اولی الامر اور حاکم کی اطاعت ضروری ہے جو تمھارے ملک پر ہے۔ سو اگر صرف اولی الامر کا لفظ ہوتا تو ایک شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ ہر حاکم کی اطاعت ضروری ہے۔ مثلاً ہندوستان کی لوگوں کو جرمن۔ فرانس۔ امریکہ۔ جاپان وغیرہ تمام حکومتوں کی اطاعت کرنی چاہیئے لیکن اس سے تو سخت ابتری پھیل جاتی کہ اسلیئے فرمایا مِنْکُمْ یعنی صرف اُس حاکم کی اطاعت کرو جو تمھارے ملک میں حکومت کرتا ہے خواہ وہ کوئی ہو پس موجودہ حالت میں انگریز اولی الامر ہیں اسلیئے انکی اطاعت ضروری ہے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے کافروں کا مقابلہ نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کافر بادشاہ کے ماتحت ایک عہدہ دار تھے۔ اسیطرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام قیصر کے ماتحت تھے۔ اور خود فرماتے ہیں کہ قیصر کو جو ٹیکس وہ مانگے اسکو ادا کرو۔ اور اسکی اطاعت کرو۔ پس **احمدی** کا ایک یہ بھی بڑا بھاری فرض ہے کہ حاکم وقت کی اطاعت کرے۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یعنی بغاوت کے طریقہ سے بچو۔

پانزدہم جہاد کے صحیح معنے سمجھے

ایک غلطی مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ کل کافروں سے جہاد فرض کہتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں لکھا ہے قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ یعنی لڑنا صرف انہی سے چاہیئے جو تم سے لڑیں۔ اور وَھُمْ بَدَؤُکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ سے بھی ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو لڑائی میں پہل نہیں کرنی چاہیئے اسیطرح فرمایا کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی کسیکو اسلام میں داخل کرنے میں زبردستی نہ کرو۔

شانزدہم جس اصول کو سچا مانتا ہے اسکی اشاعت کرے

پھر یہ بھی ایک احمدی کا فرض ہے کہ جس اصول کو وہ سچا مانتا ہے وہ لوگوں میں پھیلا دے۔ مثلاً ایک **احمدی** مانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو اُسکا فرض ہے کہ وہ تمام ایسے لوگوں کو جو حضرت عیسیٰ کو زندہ تسلیم کرتے ہیں اُنکو غلطی سے آگاہ کرے۔

مثلاً وفات مسیح اور اسکا ثبوت

مثلاً کہے کہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے سوال کے جواب میں کہ کیا تو نے عیسائیوں کو اپنی خدائی کی تعلیم دی تھی کہیں گے کہ مجھے تو علم ہی نہیں کہ کبھی قوم نے مجھے خدا بنایا۔ اس جواب کو غیر احمدیوں کے سامنے رکھنا چاہیئے کہ بتاؤ کہ اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور وہ ایک زمانہ میں دنیا میں آویں گے اور تمام کافروں کو مسلمان بنا دیں گے تو اُنھیں دنیا میں خود بخود یورپ۔ امریکہ کے کروڑہا عیسائیوں کو دیکھ کر معلوم ہو جائیگا کہ دنیا میں ایک بڑی قوم مجھے خدا سمجھتی ہے تو پھر کس طرح قیامت کے دن حضرت عیسیٰ یہ کہیں گے کہ مجھے خبر نہیں۔ معاذ اللہ نبی ہو کر اللہ کے سامنے جھوٹ بولیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئینگے ہی نہیں۔ کیونکہ وہ عیسائیوں کے موجودہ غلط عقیدہ سے ناواقف ہونگے اور قیامت کے دن تک غافل رہیں گے۔

وفات مسیح کی دوسری دلیل

اسیطرح انھیں یہ کہا جاوے کہ اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہوتے تو قرآن مجید میں کبھی یوں نہ کہا جاتا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے تمام انبیاء* فوت ہو گئے حالانکہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔

وفات مسیح کی تیسری دلیل

پھر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے

* خلت کے معنے مَاتَ اَوْ قُتِلَ سے خود خدا نے کر دیئے ہیں کہ فوت ہیں*

إِنَّ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ

یعنی جن لوگوں کو دنیا میں خدا سمجھا جاتا ہے وہ مر چکے ہیں زندہ نہیں۔ چونکہ حضرت عیسیٰ کو بھی لوگ پوجتے ہیں اس سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت ممدوح بھی وفات ہو چکے ہیں زندہ نہیں۔

وفات مسیح کی چوتھی دلیل

پھر کہا جاوے کہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا۔ یعنی اے نبی تو کافروں کو کہہ دے کہ تم جو کہتے ہو کہ اگر تو آسمان پر اُڑ کے چڑھ کر دکھاوے تو ہم مسلمان ہو جاویں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو میں رسول ہوں مگر بشر ہوں اور بشر آسمان پر نہیں جایا کرتا۔ پس اگر حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں تو وہ بشر نہ ہوئے اور خدا ہوئے

وفات مسیح کی پانچویں دلیل حدیث سے

پھر یوں کہا جاوے کہ حدیث میں لکھا ہے کہ لَوْ كَانَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا إِلَّا اتِّبَاعِي۔ یعنی موسیٰ اور عیسیٰ معلوم زندہ نہیں اگر زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ پس تم لوگ ایسی صریح باتوں کے ہوتے ہوئے کیوں حضرت عیسیٰ کو زندہ سمجھتے ہو۔

دوسرا عقیدہ ہمارا کہ نبوت بعد آنحضرت جاری ہے

ہم طرح ایک احمدی بتا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازہ نبوت بند نہیں تو اسکا فرض ہے کہ وہ دروازہ نبوۃ بند ماننے والوں کو کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمت کو بند کرنے والے تھے یا جاری کرنے والے تھے۔ اگر بند کرنے والے تھے تو پھر رحمۃ للعالمین نہ رہے اور اگر جاری کرنے والے تھے تو خدا کی رحمت جو سلسلہ نبوۃ کے رنگ میں حضرت آدم علیہ السلام سے چلی آپ کے وجود سے کیوں بند ہو گئی۔

پھر یہ پوچھا جاوے کہ آپؐ کی امت پہلی امتوں سے اچھی تھی یا بری۔ اگر کہو کہ بری تھی تو پھر كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کیوں کہا گیا۔ اور اگر کہو اچھی تھی تو پھر پہلی امتوں میں تو نبی آئے تو اس امت کے افراد کیوں نبوۃ کے درجہ کے پانے سے محروم ہو گئے۔

اجراء نبوۃ کی پہلی دلیل

پھر یہ کہ نبی کریمؐ کے زمانے کے لوگوں کو قرآن مجید میں مخاطب کر کے کہا گیا ہے يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ یعنی اے بنی آدم اگر آئندہ تم میں خدا کے رسول آویں تو ان پر ایمان لے آنا۔ لیکن اگر بعد حضرت نبوۃ و رسالت بند تھی تو کیوں کہا گیا کہ اگر نبی آویں تو ایمان لے آنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امکان نبوۃ و رسالت باقی ہے۔

اجراء نبوۃ کی دوسری دلیل

پھر ان سے یہ کہا جاوے کہ قرآن مجید میں آیا ہے اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ یعنی اب چنے گا اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے رسول لیکن اگر دروازہ نبوت بند ہے تو پھر یہ کیوں کہا گیا کہ آدمیوں میں سے اللہ تعالیٰ رسول چنے گا۔

خاتم النبیین کے صحیح معنے

ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن مجید میں آنحضرت کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ خاتم کے معنے بند کرنے والے کے نہیں بلکہ خاتم کے معنے مہر کے اور مہر اسلئے لگائی جاتی ہے کہ جس کاغذ پر لگے اسکی تصدیق ہو جاوے۔ پس آپ نبیوں کی مہر تھے

یعنی کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی جبتک آنحضرت اُسکی تصدیق نہ کریں پس اس آیت کا نبوت کے بند ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔

حدیث لانبی بعدی کے معنے

اگر کوئی کہے کہ حدیث میں لکھا ہے کہ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میرے بعد نبی نہیں تو ایسے معترض سے یہ کہنا چاہیئے کہ اچھا اگر مطلق نفی ہو تو پھر کیوں عیسیٰ نبی اللہ کے منتظر ہو۔ اگر کہو کہ لانبی بعدی کے معنے ہیں کہ کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور حضرت عیسیٰ پُرانے نبی ہیں تو یوں کہنا چاہیئے کہ لفظ نیا اور پُرانا تو حدیث میں ہے ہی نہیں۔ سو اگر تم لوگ پُرانے کا لفظ بڑھاتے ہو تو پھر ہم نئے نبی کا لفظ بڑھاتے ہیں پس پُرانا نبی نہیں آوے گا اور ہم نئے نبی کا کوئی انکار نہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو میری شریعت کو منسوخ کرے جیسا کہ ملا علی قاری اور ابن عربی اور مصنف مجمع البحار لکھتے ہیں کہ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنے یہ ہیں کہ الذی ینسخ الشریعة اور ہم احمدی بھی ایسے نبی کے منکر ہیں کہ جو آنکر شریعت کو منسوخ کرے۔ کیونکہ ہمارے امام ہمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتے ہیں

یک قدم دوری ازاں عالیجناب نزدما کفر است و خسران و تباب

تیسرا عقیدہ ہمارا کہ حضرت مرزا صاحب مجدد و مسیح موعود ہیں

پھر ایک عقیدہ ہمارا یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب مجدد وقت - مسیح موعود - اور مہدی مسعود ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم لوگوں میں اپنے عقیدہ کی اشاعت کریں ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے نہ تھے تو اس صدی کا مجدد کون ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے

اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔ مگر اب تو نصف کے قریب صدی گزر گئی ہے حالانکہ مجدد کی بعثت صدی کے شروع میں ہونی چاہیئے۔ پس تمام دنیاء اسلام میں کسی کا دعویٰ مجددیت نہ کرنا اور حضرت مرزا صاحب کا شروع صدی سے پہلے دعویٰ کرنا دلیل ہے کہ آپ سچے ہیں۔ جھگڑا تو تب ہوتا کہ کئی مجدد ہوتے اور ہمیں ایک چُننا پڑتا۔ مگر اس صدی میں تو صرف ایک نے ہی دعویٰ کیا ہے

رمضان میں چاند و سورج کو گرہن مہدی موعود کی مخصوص علامت

پھر پوچھا جاوے کہ اگر مرزا صاحب مہدی موعود نہیں تو کیوں ۱۳۱۱ھ کے رمضان میں چاند و سورج کو ایک ماہ میں حدیث کی مقررہ تاریخوں میں گرہن لگا کیونکہ یہ مخصوص علامت مطابق احادیث صرف مہدی کے لیئے ہے جیسا کہ حدیث میں لکھا ہے اِنَّ لِمَهْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ تنخسف القمر لاول لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه۔

جس نے کسر صلیب کی وہی مسیح موعود ہے

پھر یہ کہو کہ اگر آپ مسیح موعود نہیں تو عیسائیوں کے دین کا غلبہ کس نے رد کیا اور کس نے کسر صلیب کی یعنی کس نے ثابت کیا کہ حضرت مسیح عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ کرنے والی صلیب پر مرے ہی نہیں۔ اور جب صلیب پر نہ مرے تو اُنھوں نے گناہ ہی نہ اُٹھائے۔ اور جب گناہ ہی نہ اُٹھائے گئے تو کفّارہ ہی نہ ہوا اور جب کفارہ ہی نہ ہوا تو عیسائی مذہب ہی باطل ہو گیا۔

یقتل الخنزیر کرنیوالا مسیح موعود ہے

پھر ڈوئی جو امریکہ میں عیسائیت کا قائم مقام تھا اُسکو ہلاک کس نے قتل خنزیر کی حدیث کے

پورا کیا۔ پھر وہ کونسا پہلوان ہے کہ جسکی شجاعت سے عیسائی لوگ مباحثہ سے کتراتے ہیں۔

آنیوالا مسیح یقیناً نبی ہے۔

پھر ایک عقیدہ احمدی کا یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں جو لوگ اس دعوے کو نہیں مانتے انھیں کہنا چاہیئے کہ اگر مسیح موعود نبی نہیں ہے تو مسیح کی حدیث میں کیوں لکھا ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ ہو کر آوے گا +

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی زبردست دلیل

اسطرح کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے اللہ تعالیٰ کافروں کو فرماتا ہے فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون ہ یعنی میرے دعوے نبوۃ سے پہلی زندگی کا مطہر ہونا میرے دعوے کو سچا ٹھہراتا ہے۔ تو پھر اسطرح سے کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے متعلق قادیان کے ہندوؤں۔ سکھوں۔ آریوں اور غیر احمدی مسلمانوں کا بالاتفاق کہنا کہ آپ دعوے سے قبل ۴۰ سالہ زندگی میں نہایت پاک زندگی والے تھے۔ آپ کی صداقت کی دلیل نہ سمجھی جاوے۔

دعوے سے پہلی زندگی پاک ہونے پر دشمن کی گواہی۔

ان گواہیوں میں سے سب سے بڑی گواہی تو مولوی محمد حسین بٹالوی کی ہے جس نے اشاعۃ السنۃ میں براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا مصنف ایک ایسا آدمی ہے جسکی نظیر ۔۔ ۳۰ سال میں نہیں ملی۔

حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں

پھر نبی کے معنے یہ ہیں کہ جو خدا سے خبر پاکر لوگوں کو بتائے۔

اب مرزا صاحب کو دیکھو کہ آپ نے ہزاروں خبریں قبل از وقوع لوگوں کو بتائیں جو بعینہ پوری ہوئیں۔

۱۔ آپ نے فرمایا لیکھرام قتل ہوگا۔ ویسا ہی واقعہ میں ہوا۔

۲۔ ڈوئی میری زندگی میں مریگا۔ ویسا ہی ہوا۔

۳۔ طاعون پڑے گی۔ واقعہ میں پڑی اور خوب پڑی۔

۴۔ فرمایا کہ بنگالہ کی تقسیم میں ترمیم ہوجاوے گی۔ اور بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی وہ ہوئی۔

۵۔ دلیپ سنگھ پنجاب میں نہ آسکے گا۔ وہ عدن سے لوٹایا گیا۔

۶۔ قادیان کو آجکل کوئی نہیں جانتا مگر ایک زمانہ آئے گا کہ دور و دراز سے لوگ آوینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۷۔ آپ نے اسوقت فرمایا جبکہ کوئی اولاد نہ تھی کہ میرے یہاں اس بیوی سے ایک بیٹا ہوگا اور وہ اپنے ارادہ کا پکا اور میرا جانشین ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آجکل بھی وہی خدا کا برگزیدہ آپ کا خلیفہ ہے۔

پس جب آپ کی بیشمار خبریں صحیح نکلیں اور نبوۃ اسی کا نام ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ نبی نہ ہوں۔ غرض ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ تمام ان عقائد کو جنکو وہ مانتا ہے لوگوں میں پھیلاوے مگر نرمی سے تحمل سے کام لے۔

عام فرائض

کسی کو بُرا نہ کہے۔ سب کا خیرخواہ ہو۔ ہمیں ایثار ہو۔ خود دکھ اٹھاوے مگر اوروں کو آرام پُہنچاوے ہموطنوں سے سلوک کرے۔ حاکموں کی اطاعت کرے۔ نماز روزہ کا پابند ہو۔ توفیق ہو حج کرے۔ صاحب نصاب ہو تو زکوٰۃ دے۔ لوگوں کی مشکلات میں کام آوے۔ بغاوت کے طریقہ سے بچتا رہے۔ مسرف اور عیاش نہ ہو۔ غرض دنیا کے امن چین کا موجب بنے۔ مریض ہونے مرنیکے فرائض ہیں مگر وہ بہت ہوتے ہیں کسی سے مخفی نہیں۔ سو میں اپنا مضمون ختم کرتا ہوں۔ اور تمام احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جسطرح انگریزی سلطنت اور علوم کا جلوہ گاہ لندن ہے اسطرح الحمد للہ ہمیشہ ہمارا مرکز قادیان دارالامان ہے۔

سچا احمدی کون ہے

وہ جو خدا اور رسول کے حکموں پر چلتا ہے۔ وہ جو ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ جو ہمیشہ اپنے پچھلے گناہوں کی بخشش خدا سے مانگتا رہتا ہے۔ وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعووں پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہے۔ وہ جو قرآن شریف کو سمجھنے کی دلی تڑپ رکھتا ہے۔ وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنی تمام رسموں عادتوں اور خواہشوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ وہ جو دین کے مقابلہ میں دنیا کی پروا نہیں کرتا۔ وہ جس کے دل میں اسلام کی محبت اور اسکے واسطے غیرت اپنی تمام پیاری چیزوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ وہ جو اسلام اور احمدیت کو صرف زبان یا دل سے ہی نہیں مانتا بلکہ اپنے عمل (کاموں) سے بھی سچا اور سب دینوں سے اچھا ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ وہ جو اپنی جان و مال علم اور لیاقت غرض ہر ذریعہ سے دین کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ وہ جو اپنے دین کی باتوں کو قصے کہانیوں کی طرح نہیں بلکہ سوچ بوجھ کے ساتھ قبول کرتا ہے۔ وہ جسے اپنے سچے دین کو دوسروں تک پہنچانے کی لو لگی رہتی ہے۔ وہ جو ناجائز خواہشوں کے وقت تنہائی میں بھی خدا سے ڈرتا اور اُنسے بچتا ہے۔ وہ جو بدیوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے میں صرف اپنے عذاب و ثواب ہی کی پروا نہیں کرتا بلکہ ساتھ ہی سوچتا ہے کہ میرے برے یا بھلے کاموں سے خدا کا دین رسول اللہ کی اُمت اور اسکے پاک بندہ مسیح موعود کی جماعت بدنام یا نیکنام ہوگی۔ اُمید ہے کہ خدا اسے ان نیک خیالوں کے سبب بڑا ثواب دیگا۔ وہ سچا احمدی ہے جو حضرت مسیح موعود کو پورے یقین کے ساتھ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دوسرا ظہور جانتا اور دنیا کی طعنوں سے ڈر کر آپ کے مبارک نام کو چھپاتا نہیں بلکہ صاف صاف ظاہر کرتا اور سارے دعووں سمیت پیش کرتا ہے۔ وہ جو احمد پاک کی بابرکت زمین یعنی قادیان کی بستی سے دلی محبت رکھتا اور جماعت کے دینی کاموں میں مقدور بھر حصہ لیتا ہے۔ وہ جو لڑکپن کے کھیل کود جوانی کی اُمنگوں اور بڑھاپے کی مجبوریوں میں بھی دین سیکھنے اور اسکی خدمت کرنے سے نہیں تھکتا۔ وہ جو حاکم وقت کی خیرخواہی تابعداری اور اسکے ساتھ وفاداری کو کسی خوف یا لالچ سے نہیں بلکہ اسواسطے ضروری سمجھتا ہے کہ اسکے پیارے دین اسلام کا یہی منشاء ہے اور یہی تعلیم حضرت مسیح موعود نے دی ہے۔ وہ جو اپنے بھائیوں اور خدا کی ساری مخلوق سے اچھا برتاؤ کرتا یا سچی محبت اور دردمندی برتتا ہے۔ وہ جو غیر احمدی رشتہ داروں سے بھی قابل تعریف سلوک کرتا ہے لیکن اگر وہ دین کی باتوں میں مخالفت کریں تو کسی رشتہ ناطہ اور قریب سے قریب تعلق پر بھی دین کی غیرت کو قربان کرنا گوارا نہیں کرتا۔ وہ جسے پکا یقین ہو کہ جو شخص خدا کی خاطر کچھ چھوڑتا یا اسکی راہ میں قربان کرتا ہے اسکو خدا پہلے سے کہیں زیادہ دیکر نہال کر دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ جو مسیح موعود کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے والی باتوں سے بچتا اور امام وقت (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ) کی اطاعت کو اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہے۔

غرض سچا احمدی وہ ہے جو مرتے دم تک ہر بدی سے بچنے اور ہر نیکی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جماعت کی بھلائی اور ترقی کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھے کیونکہ زندہ اسلام کی نام لیوا خدا کے فضل سے آج یہی ایک قوم ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے ہیں جو پورے ہو رہے ہیں اور قیامت کے دن تک پورے ہوتے رہیں گے ✦

خریدار اپنا اپنا بقایا صاف کرکے مشکور فرماویں۔

مینیجر الحکم

کارخانہ دھاریوال میں خلفشار

معزز ہمعصر وکیل کے ذریعہ معلوم ہوا کہ کارخانہ دھاریوال میں مزدوروں نے سٹرائک کر دی۔

مینجر صاحب نے گرد نواح کے ذیلداروں اور معزز شخصوں کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ ہر طرح سے کوشش کر کے مزدوروں کو اندر لائیں مگر سب بالکل ناکامیاب رہے۔ منگلوار کی صبح کو مینجر صاحب نے بابو پرمیشور سنگھ بگڈنگ سپرنٹنڈنٹ بابو امر سنگھ دیوویگ انچارج اور بابو محمد فیروز الدین انجنیئر کو اپنے پاس بلا کر درخواست کی کہ آپ صاحب ضرور کوشش کر کے کارخانہ کی نمک حلالی کا عملی ثبوت دیں۔ اسپر تینوں اصحاب نے مینجر صاحب سے وعدہ کیا کہ ہم ضرور کوشش کرینگے اور ضرور انکو اندر لے آئینگے۔ انھوں نے آدمیوں کو اکٹھا کر کے سمجھانا شروع کیا مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے۔ وہ یہی کہتے تھے کہ پہلے ہمارے مطالبات پورے کیئے جائیں تو پھر جب کام پر جائیں گے۔ خیر گھنٹہ کی دردسری کے بعد انھوں نے کہا کہ آپ لکھدیں تو ہم جانے کو تیار ہیں۔ اسپر ان تینوں شخصوں نے مفصلہ ذیل تحریر لکھدی۔ کہ ہم مفصلہ ذیل اشخاص اسبات کا وعدہ کرتے ہیں کہ تمھارے مطالبات سنکر کم از کم کچھ پورے کیئے جائیں گے۔ اگر تمھارے مطالبات پر غور نہ کیا گیا تو مزدور پارٹی کی خاطر ہم اپنی نوکریاں بھی چھوڑ دینگے۔ اس تحریر پر یقین کرتے ہوے مزدور پارٹی کارخانہ میں دو بجے اپنے کام پر لگ گئی۔ بروز بدھ مینجر صاحب نے بوقت ۱۱ بجے بابو محمد فیروز الدین انجنیئر۔ بابو پرمیشور سنگھ کو اپنے پاس بلایا۔ ان لوگوں کو تو یہ امید تھی کہ ہمکو اس غرض سے بلایا گیا ہے کہ مینجر صاحب ہمارا شکریہ ادا کرینگے اور مزدور پارٹی کی ترقی کی بابت کہیں گے مگر وہاں اور ہی گل کھلا مینجر صاحب نے کہا کہ اب تم ان مزدوروں کی ترقی کی بابت ہمکو کچھ مت کہو ہم خود سوچیں گے۔ جسکا یہ مطلب تھا کہ ہم کچھ نہ دیں گے۔ اسپر ان لوگوں نے کہا ہم نے تمھاری وعدے پر مزدور پارٹی سے تحریر کی ہے۔ آپ اگر وعدہ پورا نہیں کرتے تو نہ سہی مگر ہم لوگ وعدہ کو توڑ نہیں سکتے۔ چونکہ آپ ترقی ان لوگوں کو نہیں دیتے لہذا ہم اپنی نوکری سے دست بردار ہوتے ہیں اسپر وہ وہاں سے آگئے۔ اور اسوقت تینوں اصحاب نے استعفاء داخل کر دیا۔ جو اسی وقت منظور ہو گیا۔ مزدور پارٹی کی حالت ناگفتہ بہ ہے امید کیجاتی ہے کہ چند دنوں میں پھر سٹرائک ہو جائیگی کیونکہ علاوہ ترقی نہ دینے کے انکے ساتھ سلوک بہت برا کیا جاتا ہے یعنی ایک آہنی جو تقریباً ۵ سیر وزنی ہے اسوقت انکو ساتھ لیجانا پڑتا ہے۔ جب کوئی پیشاب یا ٹٹی وغیرہ کو جاتے تو انکو ... جرمانہ کیا جاتا ہے کیسا ظلم ہے کہ ۷ روپیہ ماہوار ... جرمانہ ہوتا ہے اگر آدمی دو دفعہ بغیر پاس کے جائے تو ... گھر سے لا کر جرمانہ ادا کرے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ انکو جرمانہ کرنے کا کیا اختیار ہے۔ دوسرے نماز پڑھنے پر بھی جرمانہ کیا جاتا ہے۔ بہت دفعہ کہا گیا مگر مینجر صاحب کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اگر یہ حالات بالکل درست ہیں تو یہ امر خصوصیت سے قابل افسوس ہے کہ مزدوروں کو نماز پڑھنے پر جرمانہ کیا جائے ہم امید کرتے ہیں کہ مینجر صاحب اصل حالات سے ہمیں اطلاع دینگے ہم بڑی خوشی سے چھاپ دینگے اور انکی نیکدلی سے امید ہے کہ وہ مزدوروں کو نماز کے لئے ضرور رخصت چند منٹ کی دیدیا کرینگے اور موجودہ گرانی پر نظر کرتے ہوئے انکی مزدوریوں کو بڑھا دینگے۔ کہ مزدور خوشدل کند کار بیش جہاں ہم نے یہ لکھا ہے وہاں مزدور پارٹی سے بھی کہنا چاہتے ہیں کہ سٹرائکوں کا اصول بہت غلط ہے ہر طرح جو ان میں خلل پڑتا ہے وہ بہت ہی معیوب ہے اپنے حقوق کے لیئے عرضی پرچہ کافی ہے ٭

انسداد رشوت ستانی

شملہ - چار سال ہوتے ہیں گورنمنٹ نے سرکاری ملازموں میں رشوت کے انسداد کے لیئے عوام سے مدد مانگی تھی لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ اب مزید اپیل کی ضرورت ہے اور گورنمنٹ ہر جانب عوام کی توجہ مبذول کراتی ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں کئی افسر جنمیں بعض اعلیٰ رتبہ کے بھی تھے سزایاب اور موقوف ہو چکے ہیں۔ مگر جب تک پرائیویٹ اشخاص رشوت دینے کے لیئے کافی بے وقوف اور بد دیانت ہیں۔ بعض افسر ایسے بھی ہونگے جنھیں اسکے لینے میں تامل نہ ہوگا۔ رشوت کا لینا اسوقت تک بند نہیں ہو سکتا۔ جبتک رشوت کا دینا بند نہ ہو اسلیئے اسکا علاج عوام کے ذمہ ہی ہے۔

ہر شخص جو رشوت دیتا ہے وہ پبلک کا دشمن ہے ایک رشوت دوسری کا موجب ہوتی ہے۔ انصاف اپنا چہرہ چھپا لیتا ہے حاکم اور اہلکار میں طمع کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ رعایا میں بے اعتمادی بڑھتی ہے۔ اسلیئے رشوت دینے والیکو اپنا دشمن خیال کرنا چاہیئے۔ اسکے ساتھ حقہ پانی بند کردو۔ چونکہ اسنے نفاق اور بے انصافی کا بیج بویا ہے۔ اسلیئے اسے نفرت وحقارت کا ثمرہ اٹھانا چاہیئے۔

متعدد لوگ سرکاری ملازمونکو فیسیں دیتے ہیں کیونکہ انکو یقین ہوتا ہے کہ انھوں نے حسب رواج مانگی ہے۔ یہ یاد رہے کہ سرکاری افسران کی تنخواہیں مقرر اور گورنمنٹ کی طرف سے ادا ہوتی ہیں۔ یہ سرکاری احکام کے خلاف ہے کہ وہ ایسی چیز وصول کریں جسکی وہ رسید نہ دیں۔

گورنمنٹ کی یہ خواہش ہے کہ رشوت لینے والونکا قلع قمع ہو جائے اور وہ ہمیشہ سے انکو سزا دینے کی ٹوہ میں لگی رہتی ہے مگر رشوت سر عام نہیں مگر خفیہ طور پر لی جاتی ہے اسمیں آپ ہی کا فائدہ ہے کہ گورنمنٹ انکی تاک میں ہے اور رشوت ستانی کے انسداد کیلئے اگر آپ گورنمنٹ کی مدد کرینگے تو یہ آپکی مدد ہوگی آپکو معلوم ہے کہ جہاں لوگوں نے اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی مدد کی اور زمیندارہ بینک قائم کیئے انھوں نے اپنے قرضے اتار دیئے اور اپنی زمینیں واگزار کرالیں۔ جہاں لوگوں نے ملکر بدمعاشوں کے خلاف گورنمنٹ کی مدد کی ڈکیتی اور جرم دور ہو گیا اور آپ کی جان ومال زیادہ محفوظ ہو گیا۔ رشوت دینے والے اور لینے والے دونو آپکے اور گورنمنٹ کے دشمن ہیں۔ افسرونکو رشوت دینے سے انکار کرنے میں باہم متحد ہو جاؤ تاکہ گورنمنٹ رشوت دینے اور لینے والونکا قلع قمع کر سکے۔ لیکن اسبارہ میں یاد رہے کہ جہاں کہیں کسی نے رشوت کا جھوٹا الزام لگا کر انصاف کیلئے آواز اٹھائی اسے سزا دی جاوے گی خدا بادشاہ کو سلامت رکھے۔

ای جوزف قائمقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

طلائی اور نقرئی سامان کی دستیابی

سونے چاندی کا وہ سامان جسکی چوری کا الزام سری ترنتارن صاحب کے پجاریوں اور گرنتھیوں نے پنتھ سیوک کالیوں پر لگایا تھا سب دو چھتوں کے درمیان ایک پوشیدہ کمرہ سے ملگیا ہی قبل ازیں سامان کے نہ ملنے کی یہ وجہ ہوئی کہ کسیکو اس کمرہ کی خبر بھی نہتھی کیونکہ اسکے اندر جانیکے لیئے کوئی زینہ وغیرہ نہیں ہی البتہ کمیٹی کے دفتر میں ایک مسل میں مختصر اسقدر لکھا ہوا تھا کہ چھت کے بیچ میں ایک دروازہ ہی جسے سکرٹری صاحب نے اس مسل کو پڑھا اور انکو شک ہوا کہ شاید چھت کے اندر کوئی پوشیدہ کمرہ ہو چنانچہ جب سکرٹری صاحب معہ ممبر کو ترنتارن گئے اور دروازہ تڑوایا تو نچلی اور اوپر کی چھت کے درمیان ایک پوشیدہ کمرہ پایا گیا جسمیں بھاری مالیت کا سنہری اور نقرئی سامان اور قیمتی برتن پائے گئے فہرست مرتب کرکے یہ سامان امرتسر لایا گیا اور سردار سندر سنگھ صاحب رام گڑھیہ کے حوالہ کر دیا گیا۔

تبدیلی نام

میں بعض وجوہات دمزوریات سے باجازت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اپنا نام بجائے چراغ الدین احمد کے مصباح الدین احمد رکھ لیا ہی چونکہ اسمیں ایک مسئلہ کا اظہار ہے نیز بہت ممکن ہی کہ میرے واقف احبابکو میرے نام کے متعلق غلط فہمی ہو اسلیئے سطور ہذا اخبار میں چھپا کر مشکور فرماویں۔ ...

خاکسار مصباح الدین احمد سابق چراغ الدین احمد سیالکوٹی حال ...